بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۳۸ / ۷۳ | جمعرات ۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ ۱۹ وفا ۱۳۶۳ ہش ۱۹ جولائی ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۶۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۸ وفا / جولائی۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

" عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ:

دانشمند انسان وہ ہے جو بلا آنے سے پہلے بلا سے بچنے کا سامان کرے

جب بلا نازل ہو جاتی ہے تو اس وقت نہ سائنس کام دیتی ہے نہ دولت اور نہ دوست

"صوفی کہتے ہیں جس شخص پر چالیس دن گزر جائیں اور خدا کے خوف سے ایک دفعہ بھی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہوں تو ان کی نسبت اندیشہ ہے کہ وہ بے ایمان ہو کر مرے۔ اب ایسے بھی بندگانِ خدا ہیں کہ چالیس دن کی بجائے چالیس سال گزر جاتے ہیں اور ان کی اس طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ دانشمند انسان وہ ہے جو بلا آنے سے پہلے بلا سے بچنے کا سامان کرے جب بلا نازل ہو جاتی ہے تو اس وقت نہ سائنس کام دیتی ہے اور نہ دولت۔ دوست بھی اس وقت تک ہیں جب تک صحت ہے۔ پھر تو پانی دینے کے لئے بھی کوئی نہیں ملتا۔ آفات بہت ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی توبہ کرو۔ کہ انسان کے گرد چیونٹیوں سے بڑھ کر بلائیں ہیں۔ جن لوگوں کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہے جس طرح وہ بلاؤں سے بچائے جاتے ہیں دوسرے ہرگز نہیں بچائے جاتے۔ تعلق بڑی چیز ہے کہ:۔

ع "یہ زیرِ سلسلہ رفتن طریق عیاری است"

کوئی انسان نہیں جس کے لئے آفات کا حصہ موجود نہیں ان مع العسر یسرًا۔ انسان کو مایوس بھی نہیں ہونا چاہیئے: ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست

ایک منٹ میں کچھ کا کچھ کر دیتا ہے۔ ؎

"نومید ہم مباش کہ رندانِ بادہ نوش ناگاہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند"

امن اور صحت کے زمانہ کی قدر کرو جو امن و صحت کے زمانے میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کی تکلیف و بیماری کے زمانہ میں مدد کرتا ہے سچے دل سے تضرع ایک حصار ہے جس پر کوئی بیرونی حملہ آوری نہیں ہو سکتی۔"

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۰، ۳۸۱)

وفاقی شرعی عدالت میں

پٹیشن کی سماعت چوتھے روز بھی جاری رہی

جناب مجیب الرحمٰن نے مزید ۴ گھنٹے تک دلائل پیش کئے

— • لاہور ۱۸ جولائی۔ وفاقی شریعت کورٹ کے پریس ریلیز میں بتایا گیا ہے کہ وفاقی شریعت کورٹ کے فل بنچ نے جو مسٹر جسٹس آفتاب حسین چیف جسٹس، مسٹر جسٹس فخر عالم، مسٹر جسٹس چوہدری محمد صدیق، مسٹر جسٹس مولانا ملک غلام علی اور مسٹر جسٹس مولانا عبد القدوس پر مشتمل ہے آج چوتھے روز بھی لاہور ہائی کورٹ کی عمارت میں شریعت پٹیشن ۱۷/۸۴ کی سماعت کے دوران درخواست گزار کے دلائل سنے۔

مسٹر مجیب الرحمٰن ایڈووکیٹ نے (جو کہ درخواست دہندگان میں سے ایک ہیں) درخواست دہندگان کی طرف سے آج اپنے دلائل ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک اور پھر ۱½ بجے سے ۱½ بجے تک جاری رکھے۔ وہ احمدیوں کے خلاف صدارتی آرڈیننس کو اس بناء پر چیلنج کر رہے ہیں کہ یہ قرآن اور سنت کے خلاف ہے وہ اپنے دلائل کل بھی جاری رکھیں گے۔

ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ حاجی غیاث محمد ایڈووکیٹ اور مسٹر ایم بی زمان ایڈووکیٹ جن کی معاونت ڈاکٹر علامہ خالد محمود اور علامہ شریف جالندھری اور بعض دوسرے کر رہے ہیں وفاقی حکومت کی طرف سے پیش ہوئے۔

مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء اور نمایاں وکلاء کی ایک بڑی تعداد سماعت کے دوران کمرۂ عدالت میں موجود تھی۔ عدالت کی سماعت کل بھی جاری رہے گی۔

— • اس ماہ کے شروع میں خاکسار کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی۔ آج کل میو ہسپتال کے دل کے سپیشل وارڈ میں بغرض علاج داخل ہوں۔ علاج ہو رہا ہے۔ الحمد للہ پہلے سے کچھ افاقہ ہے۔ بزرگوں اور عزیزوں سے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

(محمد صدیق امرتسری۔ میو ہسپتال ۲۴ میکلوڈ روڈ لاہور)

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۰ر شوال ۱۴۰۴ھ

۱۹ر وفا ۱۳۶۳ ہش

مومن کی زندگی کا مدار دعاؤں پر ہی ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ عسر ہو یا یسر ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کر کے اس سے اپنے لئے خیر طلب کرتے رہیں۔ حتیٰ کہ کوئی وقت بھی ان کا دعا سے خالی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ہر قسم کی خیر اور بھلائی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور وہی جس کو چاہتا ہے خیر عطا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے:۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(آل عمران آیت ۲۷)

ترجمہ:۔ تو کہہ اے اللہ جو سلطنت کا مالک ہے تو جسے چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت لے لیتا ہے، جسے چاہتا ہے غلبہ بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ اور تو یقیناً ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

جب سب بھلائی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور جس کو چاہتا ہے وہ خیر پہنچاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے وہ اپنی عطا کردہ خیر سے محروم کر دیتا ہے تو پھر مومنوں کے لئے ازبس ضروری ہے کہ وہ خیر میسر آنے پر نازاں نہ ہوں اور عدل اور توازن کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور خدا سے دعا کرتے رہیں تا انہیں اپنی بے اعتدالیوں اور زیادتیوں کی وجہ سے اس خیر سے محروم نہ ہونا پڑے اور پھر جو ہوں ہی ظلم اور زیادتیوں کا شکار ان کے لئے تو چارہ کار ہی یہ ہے کہ وہ اس قادر مطلق ہستی سے ہر وقت اور ہر آن خیر طلب کرتے رہیں جس کے ہاتھ میں سب خیر اور بھلائی ہے اور جو حالات کو یکسر بدل دینے پر پوری طرح قادر ہے الغرض ہر صورت اور ہر حال میں دعاؤں سے غفلت میں مومنوں کے لئے خطرہ ہی خطرہ ہے اور دعاؤں میں انہماک ان کے لئے خیر ہی خیر کا موجب ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو مخاطب کر کے ہمیں ہر صورت اور ہر حال میں دعائیں مانگنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔

اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن آیت ۶۱)

یعنی مجھے پکارو میں تمہاری دعا سنوں گا۔

ساتھ ہی اس نے دعاؤں سے غفلت برتنے کے انجام سے بھی خبردار کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ

(الفرقان آیت ۷۸)

یعنی (اے رسول!) تو ان سے کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے (ہر حال میں) دعا (اور استغفار نہ ہو)۔

پس دعاؤں کے بغیر تو مومنوں کا گزارہ ہی نہیں ہے۔ وہ کسی صورت اور کسی حال میں دعاؤں سے غافل ہو ہی نہیں سکتے ان کی زندگی تو ہوتی ہی دعاؤں سے عبارت ہے۔ ان کے نزدیک تو دعاؤں سے غفلت موت کے مترادف ہوتی ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دعاؤں کو مومنوں کے لئے حیات کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"جس طرح ایک مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا ..... بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قرب الٰہی ہے۔ دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کو بھی اس پر رحم آجاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کا متولی ہو جاتا ہے۔ اگر انسان اپنی زندگی پر غور کرے تو الٰہی تولی کے بغیر انسانی زندگی قطعاً تلخ ہو جاتی ہے ..... اگر دنیا داروں کے غموم و ہموم اور تکالیف کا مقابلہ اہل اللہ یا انبیاء کے مصائب سے کیا جاوے تو انبیاء علیہم السلام کے مقابل اول الذکر کے مصائب بالکل ہیچ ہیں لیکن یہ مصائب و شدائد اس پاک گروہ کو رنجیدہ یا محزون نہیں کر سکتے۔ ان کی خوشحالی اور سکون میں فرق نہیں آتا کیونکہ وہ اپنی دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی تولی میں پھر رہے ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۵۹-۶۰)

پھر اہل اللہ اور دیگر مومنوں کی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں انکی مشکلات و مصائب کے دور ہونے اور انتہائی پُرخطر حالات میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے شیریں ثمر کے طور پر عجائب کام ظہور میں آنے کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے سب سے زیادہ رحمت مومن پر ہی کرتا ہے۔ اور ہر ایک مصیبت کے وقت اسے سنبھالتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور مومن ایک طرف تو فتح مومن ہی کو دیتا ہے اور اس کی عمر اور عافیت کے دن بڑھاتا ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے اور نابید ہو جائے۔ پر وہ دشمن کو ہی ہلاک کرتا ہے اور اس کی بددعائیں اس کے سر پر مارتا ہے پر مومن کی دعا کو قبول کر لیتا ہے اور اس کی دعاؤں کو قبول کر کے وہ خوارق دکھلاتا ہے جن سے دنیا حیران ہو جاتی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ ۲۴۴)

الغرض دعا کے بغیر مومن کا گزارہ ہی نہیں۔ عسر ہو یا یسر ہر حالت میں وہ دعا کے ذریعہ ہی خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتا اور اس کی تائید و نصرت کا مورد بنتا اور اپنے قادر و کریم خدا کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے:۔

ہر اک بستی فرازِ طور کر دے

الٰہی ظلمتیں کافور کر دے
جہاں سے کفر و باطل دُور کر دے

فیوضِ رحمۃ للعالمینؐ سے
ہر اک انساں کا دل معمور کر دے

ہو اہلِ شرک پر توحید غالب
مسلماں قوم کو منصور کر دے

رہِ رُشد و ہدیٰ پہچان لیں سب
عیاں قرآں کا دستور کر دے

پلا ہر قوم کو اب جامِ وحدت
مئے عرفاں سے مخمور کر دے

عطا صدق و صفا کر ہر بشر کو
دلوں سے دُور مکر و زُور کر دے

ہو امن و آشتی قائم جہاں میں
بہم جنگ و جدل سب دُور کر دے

مٹا دے فتنۂ یاجوج و ماجوج
تنِ سنگ سارے چُور کر دے

تجلّیٔ جمالِ مصطفیٰؐ سے
ہر اک بستی فرازِ طور کر دے

جو کلمہ گو ہیں ان کو مشرکوں پر
جہاں میں غالب و منصور کر دے

نظر صدیقؔ پر بھی ہو کرم کی
غم و آلام اس کے دُور کر دے

محمد صدیق امرتسری سابق مربی مغربی افریقہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب سے پہلے عربی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے کا دعویٰ کس نے کیا

محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر، امیر ضلع فیصل آباد:

(آخری قسط)

عربی کا اُمّ الالسنہ ہونا ابتک منصۂ شہود پر کیوں نہ آیا؟

مندرجہ بالا سوال کا جواب ایک مبسوط مقالے کا طالب ہے لیکن اس سوال کا مختصر جواب حسبِ ذیل ہے۔

۱۔ فلالوجی کوئی پرانی سائنس نہیں ہے اس کی عمر زیادہ سے زیادہ دو سو سال کے لگ بھگ ہے۔ جب نقل و حمل کے ذرائع میسر آئے اور سیر و سفر کی راہیں آسان ہوئیں۔ اور عیسائی مشنریوں نے دنیا کے مختلف ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت جاری کی اور ان ملکوں کی زبانیں سیکھیں۔ اور ان کی لغتیں طبع ہوئیں اور موازنۃ السنہ کا غلغلہ بلند ہوا اور علم اللسان کی طرف خصوصاً اہلِ یورپ نے توجہ کی اور اس سے پیشتر یہ سہولتیں میسر نہ تھیں اس لیے آغازِ زبان یا کسی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے کا مسئلہ معرضِ التواء میں رہا۔ اور یہ قدرتی بات تھی۔

۲۔ اہلِ یورپ نے جب موازنۃ السنہ کرنا شروع کیا۔ تو ابتداء میں ہی ایک ایسی سکندری کھائی کہ آج تک سنبھالے نہ سنبھل سکے۔ وہ غلطی یہ تھی کہ انہوں نے عربی زبان کو قطعاً نظر انداز کر دیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ عربی زبان کے الفاظ تقریباً سارے کے سارے سہ حرفی الفاظ ہیں۔ بخلاف یہ تکلف دوسری زبانوں میں نہیں پایا جاتا دوسری زبانوں میں یک حرفی، دو حرفی اور اس سے زیادہ الفاظ کے مادے ہیں۔ پس عربی اور دوسری زبانوں میں قدرِ مشترک تلاش کرنا ایک محال جوئی ہے۔

۳۔ عربی کو نظر انداز کر کے اہلِ یورپ کا مطمحِ نظر سنسکرت بن گیا۔ اور چند الفاظ سنسکرت کے یورپ کی زبانوں سے مشابہ دیکھ کر یہ نظریہ قائم ہو گیا کہ سنسکرت آرین زبانوں کی ماں ہے۔ جس میں یورپ کی تمام زبانیں شامل ہیں۔ یہ نظریہ لمبے عرصہ تک مقبول رہا لیکن بالآخر یہ نظریہ حرفِ غلط کی طرح ہٹ گیا اور ساقط الاعتبار قرار دیا گیا۔ اسی طرح ڈچ، اطالوی اور عبرانی کا دعویٰ کہ وہ اُمّ الالسنہ ہیں۔ بے بنیاد قرار دیا گیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سنسکرت وغیرہ زبانوں کے روٹ نہایت تھوڑے ہیں اور اس قابل نہیں ہیں کہ دوسری زبانوں پر محیط ہو سکیں۔

۴:۔ اس پس منظر کے لحاظ سے بالآخر یہ نظریہ قائم ہوا کہ:۔

ا۔ آغازِ زبان سے متعلق جو مختلف نظریے ہیں وہ سب نادرست ہیں۔ اور یہی ماننا پڑتا ہے کہ زبان انسان نے خود نہیں بنائی نہ یہ آوازوں کی نقالی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سکھائی

(خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ)

ب: لازماً کہ دنیا کی تمام زبانیں سامی ہوں یا آرین یا کوئی اور خاندان ان سب کا منبع ایک ہی زبان ہو۔

ج: لیکن وہ زبان جو سب زبانوں کا منبع اور ماخذ ہے یا تو زمانہ قبل از تاریخ معلومہ میں موجود تھی۔ اور اب گم ہو چکی ہے۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ زبان دنیا میں موجود ہو۔ اور تحقیق سے مل سکے۔

پس اس وقت علماء السنہ کا حرفِ آخر یہ ہے کہ زبان خدا تعالیٰ نے انسان کو سکھائی اور دنیا کی تمام زبانوں کا منبع فی الاصل ایک ہی تھا۔ اور اگر کوئی ایسی زبان دلائلِ شافیہ سے یہ امر ثابت کر سکے۔ تو وہ بخوشی اسے مان لیں گے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھئے کہ زبانوں کا منبع دریافت کرنے کے سلسلہ میں اہلِ یورپ عربی کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوئے اور یہ کونے کا پتھر معماروں نے مسترد کر دیا۔ حالانکہ تمام زبانوں کے خزانے اس کے نیچے پوشیدہ تھے۔

۶۔ تمام اہلِ لسان اس بات پر متفق ہیں کہ عربی روٹ تقریباً سب کے سب سہ حرفی ہیں اور ہمیشہ سے غیر متبدل رہے ہیں۔ یہ بھی نہیں ہوا کہ عربی کے روٹ کسی وقت کم و بیش یا تبدیل ہو کر سہ حرفی ہو گئے ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ عربی کے روٹوں کا سہ حرفی ہونا اور غیر متبدل ہونا ایک مستقل پیمانہ ہے جس سے باقی زبانوں کو پرکھا جا سکتا ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا کی تمام زبانیں عربی کے سہ حرفی روٹوں پر مبنی تھیں۔ مرورِ ایام سے ان میں کمی بیشی اور تغیر و تبدل ہوا۔ اور وہ ایک نئی شکل اختیار کر گئے۔ لیکن یہ تغیر و تبدل ایسے معین اور حسابی اصول پر ہوا ہے کہ ہر زبان کے روٹ اپنے سہ حرفی روٹ کی طرف لوٹائے جا سکتے ہیں۔ خواہ وہ چینی زبان کے ایک سلیبل والے الفاظ ہوں یا سنسکرت کے یک حرفی یا زیادہ حرف کے طویل روٹ ہوں یعنی دس پندرہ یا بیس ۲۰ حروف پر مشتمل الفاظ ہوں۔ سب کو عربی کے سہ حرفی مادے کی طرف حسابی طریق پر لوٹنا پڑے گا۔ گویا ایک کیمیائی عمل کے تجزیہ سے کمی کو پورا اور بیشی کو خارج کیا جا سکتا ہے اس کیمیائی عمل کے نتیجہ میں ہر زبان کے الفاظ دس بڑی قسموں میں بٹ جاتے ہیں۔ اور عربی مادہ صاف اور شفاف ہو کر بحال ہو جاتا ہے۔ نیز اس کیمیائی عمل اور اس نسخے کے اجزاء فلالوجی کے مسلمات سے ہیں۔ اس لیے کوئی بالغ نظر فلالوجسٹ ان کا انکار نہیں کر سکتا۔

متن امر حمن ص۸۷ پر ہے۔

وكلما يردّ لفظ الى منتهى مقام الردّ، ويفتّش اصله بالجهد والكدّ، فترى انها عربية ممسوخة كأنها شاة مسلوخة.

اور جب کوئی محقق کسی لفظ کے اصل کی تلاش کرتے کرتے محنت اور کوشش کے انتہائی درجہ تک پہنچ جائے گا تو دیکھے گا کہ وہ لفظ عربی کا مسخ شدہ ہے گویا وہ ایک بکری ہے جس کی کھال اتاری گئی ہے۔ مثلاً

(۱) OATH پہلے EED تھا جو عہد یعنی قسم ہے۔

(۲) GINGER پہلے ZINGER تھا لیکن اس سے بھی پہلے یہ لفظ ZINGIBER تھا، جس میں را، لام کا بدل ہے

(الراء اُخت اللام)

یعنی زنجبیل یعنی جنجر۔ ظاہر ہے کہ ایک قدم آگے عربی روٹ موجود تھا اور دراصل انگریزی لغت والوں کو GINGER کا روٹ نہیں مل سکا وامثالها كثيرة جداً۔

۷۔ منن الرحمٰن نے اہلِ یورپ کے لسانی نظریات کو پاش پاش کیا اور سنسکرت کے متعلق ان کے غلو کو ناواقفی اور کم علمی پر مبنی ثابت کیا۔ اور یہ سنسکرت کا ہوائی قلعہ جو عربی کو طاقِ نسیان پر رکھ کر اہلِ مغرب نے تیار کیا تھا۔ پیوندِ خاک ہو گیا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

" والاسف كل الاسف على بعض المستعجلين من المسيحيين والغالين المعتقدين انهم حسبوا اللسان الهندية اعظم الالسنة ومدحوها بالخيالات الواهية وفرحوا بالآراء الكاذبة وليسوا الا كحاطب ليل او آخذ غثاء من سيل او مغترف من كدر لاماء معين."

یعنی ان بعض جلد بازوں پر نہایت افسوس ہے۔ جو عیسائیوں میں سے حد سے زیادہ تجاوز کر گئے ہیں اور انہوں نے سنسکرت زبان کو سب زبانوں سے بہتر سمجھ لیا ہے اور واہی خیالات کے ساتھ اس کی تعریف کی ہے۔ اور ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی رات کو لکڑیاں اکٹھی کرے یا سیلاب کا خس و خاشاک لے لے اور پانی کو چھوڑ دے یا مکدر پانی میں سے ایک گھونٹ لے اور صاف پانی کو چھوڑ دے۔

نیز فرماتے ہیں:۔

" الا ترى الى اللسان الويدية الهندية وغيره من الالسنة الاعجمية، كيف توجد اكثر الفاظها من قبيل البرى والنحت وشتان ما بينها وبين المفردات البحت. فخداج مفرداتها وقلّة ذات يدها وعسر حالاتها يدلّ على ان تلك الالسنة ليست من حضرة العزّة

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ولا من زمان بدو البرية۔"
یعنی کیا تو ہندی زبان یعنی سنسکرت وغیرہ عجمی زبانوں کو نہیں دیکھتا کہ کیونکر ان کے اکثر الفاظ ان کے تراش خراش کے قبیل سے ہیں۔ پس ان کو خالص مفردات سے کیا نسبت ہے؟ غرض ان کے مفردات کا ناقص ہونا اور ان کی پونجی کا کم ہونا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ وہ زبانیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ ابتدائی زمانہ سے ہیں (منن الرحمٰن صفحہ ۸۰)

بلکہ اصل بات یہ ہے کہ:۔
"بل تشهد الفراسة الصحيحة ويفتي القلب والقريحة انها نحتت عند هجوم الضرورات وصيغت عند فقدان المفردات، ليتخلص اهلها من مخالب الفقر و انياب الحاجات وما خطرت ببال الا عند ما مست الحاجة اليها۔"

یعنی فراست صحیح اور دل اور طبیعت فتویٰ دیتی ہے کہ وہ تمام زبانیں ضرورتوں کے وقت اور مفردات نہ ہونے کی وجہ سے گھڑی گئی ہیں۔ تا ان زبانوں والے محتاجگی کے چنگل سے نجات پائیں اور وہ ترکیبیں حاجت پیدا ہونے سے پہلے کسی کے دل میں نہیں گزریں۔ (منن الرحمٰن صفحہ ۸۰)

اوپر کے حوالوں میں مندرجہ ذیل اصولی باتیں مندرج ہیں:۔

اوّل: سنسکرت قدیم زبان نہیں۔ اور یہ امر بالآخر اب یورپ والے بھی تسلیم کر گئے ہیں

دوم: سنسکرت وغیرہ زبانوں کے مفردات نہایت تھوڑے ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ اپنے قلیل سرمایہ کو کام میں لا کر مفہومات اور الفاظ کو مصنوعی طور پر گھڑتی ہیں جو مفردات کا بدل نہیں ہو سکتے۔

سوم: عیسائی محققوں کا سنسکرت پر والہ و شیدا ہونا اور اسے ایک عظیم الشان زبان قرار دینا نا انصافی اور کم علمی پر مبنی ہے۔

یہ تینوں امور سنسکرت کے لاحق حال ہیں۔ جہاں تک مفردات کا تعلق ہے سنسکرت کے ودوان کہتے ہیں کہ سنسکرت کے کل مصادر کی تعداد ۱۵۰۰ یا ۱۷۰۰ یا حد درجہ دو ہزار کے قریب ہے۔ جن میں سے بہت سے گم ہو چکے ہیں۔

جہاں تک الفاظ کے گھڑنے کا سوال ہے سنسکرت کے ودوان کہتے ہیں کہ سنسکرت میں تمام اسماء مصادر پر مبنی ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ۱۵۰۰ یا کم و بیش مصادر پر مبنی جو اسماء ہوں گے وہ دنیا جہان کی چیزوں پر کس طرح حاوی ہو سکتے ہیں۔ لازماً ان میں تکلف اور بناوٹ اور معہود ذہنی کے نقائص موجود ہوں گے۔ اور "ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔" کے اصول پر ان کی تراش خراش ہوگی۔ اور مفردات کی طرح معین اور فصیح معنی ان میں نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے سنسکرت کے ۱۵۰۰ روٹوں کی امداد کے لئے ۲۵ کے قریب سابقے (PRE-FIXES) اور دو سو کے قریب لاحقے (SUFFIXES) کام میں لائے گئے ہیں

اور اس طریق پر یہ زبان ایک تصنع اور بناوٹ اور انسانی ذہن کی کاوش کا نتیجہ ہے نہ کہ خداداد فصاحت و بلاغت کی حامل جو کہ مفردات کا خاصہ ہے۔ یہ مضمون ایک الگ مقالے کا طالب ہے لیکن ہزاروں میں سے چند مثالیں اس صنعت کاری کی یہاں درج کی جاتی ہیں:۔

(ا) DHAK-KHADA دانتوں کو ڈھانپنے والا یعنی ہونٹ (DHK ضاحك۔ دانت۔ نطا ڈھانپنا) ظاہر ہے کہ یہ لفظ بنایا اور گھڑا گیا ہے اور (شفة۔ ہونٹ) کا بدل نہیں ہو سکتا۔

(ب) DEH۔ روح کو چھپانے والا یعنی جسم۔ یہ مفہوم محض ایک خیال آرائی ہے (دح۔ چھپانا)

(ج) KSHAP-ISA رات کا آقا یعنی چاند۔ (غسق۔ اندھیرا، غز۔ غالب آنا)

(د) TARA-RAM-ANA تاروں سے محبت کرنے والا یعنی چاند (طر۔ چمکنا و ستارا) رام۔ خواہش دلانا)

(ہ) AS-VA دوڑنے والا۔ یعنی گھوڑا (سعی۔ دوڑنا) خود اہل سنسکرت معترف ہیں کہ دوڑنے میں گھوڑے کی تخصیص کیوں؟ ظاہر ہے کہ یہ لفظ ایک معہود ذہنی سے۔

(و) B-G چلانے والی۔ یعنی گائے (ب، عج۔ چلانا (بیل کا) سنسکرت والے خود معترض ہیں کہ چلانے کے لحاظ سے گائے کی پابندی یعنی چہ؟ اس کا جواب سنسکرت نہیں دے سکتی بلکہ عربی دے سکتی ہے۔ کیونکہ عجّ بیل کی آواز کے لئے عربی میں مخصوص لفظ ہے۔

"حديث دلكش وافسانه از افسانه مے خيزد"

ف۔ دیکھئے یہ سنسکرت کا ایک حرفی لفظ B-G عربی کی طرف لوٹ کر سہ حرفی ہو گیا۔ اور نیز وجہ تسمیہ سے متصف ہو گیا یعنی لفظ B-G بمعنی بیل کا ڈکارنا۔

(ز) ACHAR-YA جو اس قابل ہو کہ چل کر اس کے پاس جائیں۔ یعنی استاد (سار۔ چلنا۔ یائے قابلیت)

(ح) NADA چیخنے والا۔ یعنی بیل (ندی گونجنا)

(ط) DARP-ANA رعونت پیدا کرنے والا۔ یعنی آئینہ (تدرّف۔ سرکش بنانا) ایک پہلو سے یہ لفظ اچھی صنعت ہے بسمل آئینے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

تو رعونت بمن فزودستی
نیستم آنکہ تو نمودستی

(ی) VIP۔ ہلنا (پودہ) VIP-ANA ہلتا ہوا۔ (یعنی جنگل بوجہ درختوں کے) خیر یہ تو ہوا۔ لیکن اسی روٹ سے ہے۔ VIP-RA ہلایا گیا۔ یعنی الہام پانے والا۔ وحف۔ ہلنا (پودہ)

(ک) یہ تصنع اور مرکب الفاظ کی ساخت بعض دفعہ تفریط اختیار کر لیتی ہے۔ مثلاً ۳۹ حروف کا یہ ایک لفظ سنسکرت کا مایۂ ناز ہے:۔

VARSHA-RITU-MASA-PAKSHA. HO-VELA-DESA-PRA-DESA-VAT.

اس لفظ کے اندر دراصل عربی کے گیارہ ثلاثی مادے سموئے گئے ہیں لیکن اس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ اس لفظ کے معنی ہیں۔ وہ شخص جو یہ بتا سکے کہ کون سا سال۔ موسم، مہینہ، پندرھواڑہ دن، وقت، ملک اور جگہ ہے (دیکھو سنسکرت کی لغت مصنفہ میکڈانل صفحہ ۱۰۱)

(ف) اس قسم کے مطوّل الفاظ ویدوں میں بھی مستعمل ہیں اور ظاہر ہے کہ مندروں پاٹ شالاؤں میں رہنے والے پنڈت صاحبان ایسے الفاظ اپنی طبع آزمائی کے لئے گھڑتے رہے اور مذکورہ قسم کے سینکڑوں الفاظ ثبوت ہیں۔ اس امر کا کہ ضروریات کے ہجوم کے وقت اور مفردات کی کمی کی وجہ سے ایسے الفاظ گھڑے گئے۔

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو:

مندرجہ بالا قسم کے الفاظ کو چھوڑ کر ایسے ایسے کثیر الفاظ بھی سنسکرت میں ہیں۔ جو مفرد اور خالص عربی الفاظ ہیں جن میں کوئی تغیر بھی نہیں ہوا۔ بفحوائے:۔

"و منها ما بقيت على صورها الاصلية وما غيرها حرّ هو اجر الغربة۔"

یعنی غیر زبانوں میں ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جو اپنی اصلی صورتوں میں باقی رہے اور پردیس کی دھوپ اور گرمی نے ان کے چہروں کو متغیر نہیں کیا۔" (منن الرحمٰن صفحہ ۹۱)

بطور نمونہ سنسکرت کے چند ایسے الفاظ یہاں درج کئے جاتے ہیں:۔

سنسکرت	عربی	
BHARC	برق	چمکنا
KSHAL	غسل	دھونا
KSHOD	قصد	بھوک
KHEDA	کد	تکان
KSHAP	قذف	پھینکنا۔ گالی دینا
SAPA	سبّ	لعنت کرنا
SOS	شسّ	خشک ہونا
STR	ستر	چھپانا
VAS	بص	چمکنا
KASA	غاث	چمکنا
KSHA	نحس	کم ہونا
KAL-YA	قلة	صحت مند
KUL	کل	کنبہ
KAS	قش	چلے جانا
KRIVI	قربة	مشک
ASA	اس	راکھ
GHARSA	خرش	کھرچنا چھیلنا۔
PIRTHU-I		چوڑی کی گئی۔ یعنی زمین

فوطح۔ چوڑا ہونا۔

PIRTHU-I بڑا فصیح ہے اور استثناء کے طور پر رباعی ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا۔ اِنَّ اَرْضَ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا۔ كَيْفَ سُطِحَتْ وَهُوَ الَّذِىْ مَدَّ الْاَرْضَ۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا۔

ان آیات میں زمین کی وسعت اور چوڑائی مذکور ہے

فائدہ ۱: تعجب ہے کہ میکسملر وغیرہ جو سنسکرت اور عربی زبانیں جانتے تھے ایسے صاف عربی الفاظ کو کس طرح نظر انداز کر گئے۔ مگر اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی مصلحت کارفرما تھی۔

فائدہ ۲: علامہ ابن جنی کا استعمال جو نظریہ اوّل (ب) میں درج ہو چکا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علم اللسان کا مسلّمہ اصول ہے کہ جس زبان میں مترادفات کی کثرت ہوگی وہ قدیم تر زبان ہوگی۔ خاکسار نے "روشنی اور گرمی" کے مفہوم پر جو الفاظ مشتمل ہیں وہ مندرجہ بالا چوالیس زبانوں سے اخذ کئے۔ تو کسی زبان میں دو کسی میں چار، کسی میں دس یا پندرہ مترادف الفاظ تھے۔ اور کل ایسے الفاظ عربی میں موجود

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

مکرم چوہدری منیر احمد صاحب، سکھر

مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب امیر ضلع سکھر، شکارپور اور جیکب آباد، یکم مئی کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اذکروا موتٰکم بالخیر کے حکم کے مطابق قریشی صاحب مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی اور ان کی دینی خدمات کا تذکرہ افادہ احباب کیلئے پیش ہے۔

میرا تعلق مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب کے ساتھ اس وقت پیدا ہوا جب میرا تبادلہ کوہاٹ سے سکھر پی اے ایف ایئر پورٹ پر ہوا۔ میں چونکہ سکھر سے بالکل ناواقف تھا۔ اس لئے معلومات کی غرض سے میں نے کوہاٹ کے مربی صاحب سے قریشی صاحب کا پتہ لے کر اگست ۱۹۸۱ء میں خط لکھا جس کا انہوں نے فوراً جواب دیا اور پھر یہ تعلق اس وقت پختہ اور گہرا ہوا جب میں کوہاٹ سے ۲۸ اگست ۱۹۸۱ء کو سکھر پہنچا۔ تب سے آخری سانس تک قرابت کا یہ تعلق قائم رہا اور ہر آن بڑھتا ہی رہا۔

ذاتی اوصاف:

بعض ایسے لوگ بھی ہم سے رخصت ہو جاتے ہیں کہ جن کے جانے کے بعد ہم اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتے ہیں۔ وہ اپنے پیچھے محاورتاً اور رسماً نہیں واقعتاً خلا چھوڑ جاتے ہیں۔ انہی میں سے ایک مکرم قریشی عبدالرحمان صاحب تھے۔ آپ ۱۱ر جولائی ۱۹۱۱ء کو دولت پور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام مکرم قریشی غلام محی الدین صاحب تھا۔ جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے رفقاء میں سے تھے۔ آپ نے میٹرک کلاسوالہ ہائی سکول سے کیا اور انٹر پرائیویٹ طور پر کیا۔ پھر آنریز پرشین (منشی فاضل) اور او۔ ٹی کا کورس بھی کیا۔ میٹرک کرنے کے بعد کلاسوالہ پرائمری سکول میں مدرس مقرر ہوئے یہاں سے ہی آپ نے اپنی دینی خدمات کا آغاز کیا۔ قریشی صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ اس سکول میں اکثر مدرس سکھ اور ہندو تھے۔ ان کے ساتھ بحث و مباحثہ اکثر چلتا رہتا تھا اور مجھے اپنی دینی معلومات بڑھانے کا یہاں بہت اچھا موقعہ ملا۔

اللہ تعالیٰ کی مصلحت کے ماتحت کلاسوالہ سے ملازمت چھوڑ کر ۱۹۳۶ء میں مکرم قریشی صاحب نے ریلوے ہائی سکول سکھر میں بطور مدرس ملازمت اختیار کر لی اور ساتھ کے ساتھ دینی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے اس سکول سے آپ ۷ر جولائی ۱۹۷۰ء کو ریٹائر ہوئے اور پھر ڈھائی سال تک میمن ہائی سکول سکھر میں بھی پڑھاتے رہے۔ مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب کا قد درمیانہ، جسم بھرا ہوا۔ رنگ گندمی اور صاف تھا۔ آخر دم تک صحت بہت اچھی رہی۔ صرف دور کی بینائی میں آخری چند سالوں میں کچھ کمی آگئی تھی لیکن تمام خط و کتابت، مطالعہ اپنے اور جماعتی فرائض کی ادائیگی میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ آواز بہت بلند اور سریلی۔ فارسی پر عبور حاصل تھا۔ انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کے مواقع پر اکثر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا فارسی منظوم کلام بڑی خوش الحانی سے پڑھتے۔ فارسی کے ساتھ ساتھ اردو انگریزی اور سندھی میں بھی کافی مہارت تھی

طبیعت میں سادگی کے باوجود وقار شخصیت کے مالک تھے۔ ہمیشہ صاف ستھرا لباس زیب تن کرتے چونکہ ۱۹۳۶ء سے آپ سکھر میں مقیم تھے اور ۳۶ سال تک سکھر شہر میں ہی درس و تدریس کا کام کیا اس لئے ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ خاص طور پر ریلوے کے عملہ میں جب کبھی بھی ان کے ساتھ شہر یا ریلوے سٹیشن جانے کا اتفاق ہوا ان کے کسی نہ کسی شاگرد یا ملنے والے سے ضرور ملاقات ہوتی۔ آپ کے سب ہی شاگرد بڑے ادب کے ساتھ آپ سے ملتے۔ دور کی نظر کمزور ہونے کی وجہ سے آدمی کو فوراً نہ پہچان سکتے تھے جونہی شاگرد کلام کرتا فوراً پہچان جاتے۔ یادداشت بھی بہت تیز تھی۔ شعر و شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ ریلوے ہائی سکول کے زمانہ میں شعر و شاعری کرتے تھے آخری عمر میں اس شغل کو چھوڑ دیا تھا۔ طبیعت کسی قدر جوشیلی اور غصے والی تھی۔ لیکن اس کا اظہار موقع محل کے مطابق ہی ہوتا۔ شکار کے بہت ہی شوقین اکثر سنایا کرتے تھے کہ جوانی کے زمانہ میں شاید ہی کوئی چھٹی ہوگی جب ہم گھر میں رہتے ہوں۔ ورنہ دوستوں کے ساتھ دور دور شکار کے لئے نکل جاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ شکار کے موسم میں میری صحت بہت اچھی ہو جاتی تھی۔

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر کے ساتھ بھی اندرون سندھ میں انہوں نے شکار کھیلا ہے۔ اس لئے جب جلسہ سالانہ پر ملاقات ہوتی تو حضور آپ سے شکار کے متعلق ضرور سوال کرتے۔

مطالعہ کے بے حد شوقین۔ وقت کے بڑے پابند خط و کتابت میں بڑے تیز جب بھی مرکز کا یا کسی اور کی طرف سے کوئی خط ملتا فوراً جواب دیتے۔ تقریر کا آپ کو ایک خاص ملکہ حاصل تھا۔ تقریر میں اکثر اردو۔ عربی اور فارسی کے اشعار کا استعمال کرتے۔ طبیعت میں مزاح بھی تھا اور موقع محل کے مطابق اس فن کو بھی استعمال کرتے۔

فرض نمازوں کے علاوہ تہجد کے پابند۔ نماز باجماعت کے عادی۔ دعا گو، صاحب رؤیا و کشوف تھے۔ خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ میری عمر ۷۲ سال ہے۔ جب ۷۲ سال پورے ہو گئے تو فرمانے لگے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ۳، ۳۱ سال اور زندگی جھونگے میں عنایت کر دی ہے۔ اس مزید عرصہ میں آپ نے سب سے چھوٹے صاحبزادے عزیزم نعیم احمد صاحب کی شادی، وفات سے صرف ۱۸ دن پہلے کی۔ اس طرح آپ دنیاوی لحاظ سے بھی تمام فرائض ادا کر چکے تھے۔

پیدل چلنے کے بہت شوقین تھے اور انتہائی محنتی تھے۔ آپ نے خود مجھے بتایا کہ ریلوے کی ملازمت کے دوران جب ایک کھلا بنگلہ میرے پاس تھا۔ اس میں فارغ وقت میں ہر قسم کی سبزی لگاتا تھا اور ہمیں بازار سے خریدنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ آپ کو پھولوں سے بھی بہت محبت تھی۔ اپنے گھر میں اور "بیت البلال" میں بھی گملوں میں مختلف پودے اور پھول لگائے ہوئے تھے۔ "بیت البلال" میں گملے ابھی بھی ان کی یاد دلاتے ہیں اور دل سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے۔

مرکز سے جب بھی تحریک ہوتی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ہمیشہ ہی اپنا سارے سال کا چندہ شروع سال میں ادا کر دیتے۔ آپ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں سے ایک تھے۔

توکل علی اللہ!

اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ان کا ایمان اتنا مضبوط تھا کہ باوجود سخت مخالفتوں کے اس ایمان میں کمی واقع نہ ہوئی اور اپنے رب سے جو تعلق تھا کوئی طاقت اس تعلق کو ختم نہ کر سکی۔ ہر اس حکم کو مانتے جس کے ماننے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے جس سے ممانعت فرمائی ہے اس سے کوسوں دور رہتے۔ ہر مشکل اور ابتلا کے موقع پر اپنا دامن اسی کے حضور پھیلاتے۔ اسی لئے حق بات کے اظہار میں نڈر اور بے خوف تھے۔ کثرت سے استغفار اور درود شریف کا ورد کرتے۔ اسی طرح مسنون دعاؤں کا ورد بھی رہتا۔ آپ نہایت مخلص۔ ہمدرد۔ عبادت گزار اور فانی فی اللہ۔ صاحب رؤیا و کشوف بزرگ تھے۔ اکثر سچی خوابیں آپ کو آتی تھیں۔ جن میں سے صرف ایک مثال یہاں درج کرتا ہوں۔ جو مکرم و محترم پروفیسر شیخ عبدالماجد صاحب (حال شکارپور) نے سنائی۔

شیخ عبدالماجد صاحب سابق پرنسپل آف گورو کالج نرجو نرینہ اولاد سے محروم تھے۔ قریشی صاحب سے نرینہ اولاد کے لئے درخواست دعا کی۔ آپ نے دعا کرنے کے بعد شیخ صاحب کو خط لکھا اور خط کے ایک طرف نام "یحییٰ" بھی تحریر کر دیا۔ چند دنوں کے بعد شیخ صاحب کے ہاں چھ بچیوں کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ شیخ صاحب نے حضور کی خدمت میں نام تجویز کرنے کے لئے عریضہ لکھا اور ساتھ ہی قریشی صاحب کی تفہیم کا بھی ذکر کر دیا۔ تو حضور نے بچے کا نام "یحییٰ مسعود" تجویز فرمایا۔

دنیا کی کوئی لذت، کوئی خواہش، کوئی لالچ ان کو تعلق باللہ سے دور نہ کر سکی اور یہ خدا دوستی کی طاقت ہی تھی جس نے ہر دوسری خواہش کو دبائے رکھا۔ آپ نے ساری زندگی دین کی خدمت میں گزار دی۔ اور حقیقی معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم رکھا اور بالآخر اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

اطاعت نظام:

خاندان حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ہر فرد کے ساتھ ان کا ذاتی تعلق تھا۔ قدرت ثانیہ کے دوسرے، تیسرے اور پھر چوتھے مظہر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تینوں نہایت مقدس و مبارک ہستیوں کے ساتھ ذاتی تعلق تھا۔ دل و جان سے ان کی اطاعت کرتے۔ جب ریلوے ہائی سکول سکھر سے ریٹائر ہوئے تو ربوہ منتقل ہونے کی خواہش کا اظہار بذریعہ خط قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے کیا۔ حضور نے جواب میں فرمایا "آپ نے سکھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہرگز نہیں چھوڑنا۔ ہمیں مستقل رہائش اختیار کریں" فوراً" اس حکم پر لبیک کہا اور یہیں سیشن کورٹ کے سامنے مدینہ کالونی میں جگہ لے کر اپنا مکان بنایا جس کا نام "دارالامان" رکھا۔ اور یہیں آباد ہو گئے۔ جب بھی مرکز کی طرف سے کسی میٹنگ کے لئے ربوہ بلایا جاتا فوراً" پہنچ جاتے اور امام جماعت کی طرف سے جو بھی حکم ملتا فوراً" خود بھی اس پر عمل کرتے اور جماعت کے دیگر افراد سے بھی عمل کرواتے۔ مختلف جماعتی اجلاسوں اور تربیتی اجتماعوں میں افراد جماعت کو سلسلہ کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین کرتے۔ آپ نے اپنی اولاد کی بڑے ہی احسن رنگ میں تربیت کی اور اپنے ایک صاحبزادے مکرم و محترم قریشی مبارک احمد صاحب کو وقف کیا جو آجکل مرکز سلسلہ میں دینی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ اللہ ان کی صحت اور زندگی میں برکت دے۔ آمین۔

جماعتی خدمات:- قریشی صاحب مرحوم کی ساری عمر ہی دین کی خدمت میں گذری۔ ۱۹۳۶ء میں جب آپ نے پرائمری سکول کلاس والا ضلع سیالکوٹ سے ملازمت چھوڑ کر ریلوے ہائی سکول سکھر میں ملازمت اختیار کی اس وقت خیرپور ڈویژن کے امیر مکرم صوفی محمد رفیع صاحب (مرحوم) تھے اس وقت قریشی صاحب صوفی صاحب کا دایاں ہاتھ تصور کئے جاتے تھے۔ جماعت کے جملہ امور میں بڑی تندہی سے کام کرتے۔ آپ خدام الاحمدیہ کے قائد بھی رہے۔ مرحوم صوفی صاحب کے زمانہ امارت میں تقریباً ۳۳ سال سیکرٹری مال کے طور پر کام کیا۔ آپ پورے صوبہ سندھ (کراچی کے علاوہ) اور صوبہ بلوچستان کے ناظم اعلیٰ انصار اللہ بھی رہے۔

جب سکھر ڈویژن بنا تو آپ ضلع سکھر شکارپور اور جیکب آباد کے زعیم اعلیٰ انصار اللہ مقرر ہوئے۔ اور آخری دم تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ ہر سال سکھر شہر میں فروری کے آخری جمعہ کو تینوں اضلاع کا سالانہ تربیتی اجتماع منعقد کرواتے۔ جس میں مرکز سلسلہ سے بھی مختلف علماء شرکت فرماتے۔ مکرم صوفی محمد رفیع صاحب (مرحوم) کی زندگی کے آخری سالوں میں بیماری کی وجہ سے ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۳ء تک مکرم عبدالرحمٰن صاحب ڈاہری خیرپور ڈویژن کے امیر رہے۔ پھر ۱۹۷۳ء میں مکرم قریشی صاحب مرحوم امیر مقرر ہوئے اور گیارہ سال تک ضلع سکھر، شکارپور اور جیکب آباد کی امارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے تینوں اضلاع میں ہر جماعت کا خود دورہ کرتے کبھی ان کے صدران کو سکھر بلا لیتے اور مختلف جماعتی ہدایات دیتے۔ ۱۹۷۴ء اور پھر اب ۱۹۸۴ء کے حالات میں جب تک زندہ رہے جماعت کے ہر فرد کے ساتھ ذاتی رابطہ قائم رکھا۔ دور کی جماعتوں کے حالات کا علم رکھتے۔ ہر دوست کی خیریت دریافت کرتے رہتے۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف یا مشکل پیش آتی تو فوراً" اس کا حل تلاش کرتے۔ ضلع کے اعلیٰ سرکاری حکام کے ساتھ بھی رابطہ تھا اور گاہے بگاہے ان کے دفاتر میں جاکر ان سے ملاقات کرتے رہتے۔ سکھر شہر میں جماعت کا کوئی مستقل سنٹر قائم نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے جماعتی کاموں اور تربیتی امور میں بڑی دقت محسوس کی جاتی تھی۔ پہلے پہل نماز باجماعت کا سنٹر مکرم صوفی صاحب (مرحوم) کے مکان واقع بیراج کالونی میں مقرر تھا۔ جمعہ کی ادائیگی کے علاوہ تمام جماعتی امور بھی انہی کے مکان پر سرانجام پاتے یہ سلسلہ کافی لمبا عرصہ قائم رہا اور یہ صوفی صاحب اور آپ کے خاندان کی ایک بہت بڑی قربانی تھی۔ جب مکرم قریشی صاحب نے اپنا مکان سیشن کورٹ کے سامنے ۱۹۷۲ء میں بنایا تو پھر نماز باجماعت کا ایک سنٹر آپ کے مکان پر بھی قائم ہو گیا۔

قریشی صاحب کی دوربین نظروں نے اس جماعتی سنٹر کے خلاء کو محسوس کیا اور اس کے لئے کوششیں تیز کر دیں۔ چنانچہ اپنے مکان کے نزدیک ایک وسیع قطعہ زمین خرید کر اس پر مرکز اور ایک مشن ہاؤس کی تعمیر شروع کروا دی جس کے لئے رقم کا حصول بھی آپ کے ذمہ ہی تھا۔ اس کام میں مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ (مرحوم) نے بھی آپ کا خوب ہاتھ بٹایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ رقم کا حصول۔ میٹریل کی فراہمی۔ کام کا نگرانی جیسے محنت طلب کام آپ نے دن رات ایک کر کے سرانجام دیئے اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کے ساتھ قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کے عہد سعید میں نومبر ۱۹۷۸ء کو ایک نہایت ہی شاندار خوبصورت اور وسیع دو منزلہ "بیت البلال" جس میں ایک ہال عورتوں کے لئے اوپر گیلری۔ لائبریری گیسٹ روم سٹور لیٹرین اور غسل خانہ شامل ہے مکمل ہوئی۔ بیت البلال سے ملحق ایک مشن ہاؤس بھی ساتھ ہی مکمل کروایا اور آخری دم تک ان کی تزئین کرواتے رہے۔ "بیت البلال" کی چھت کے اوپر چار دیواری اور ٹھنڈا رکھنے کے لئے مٹی اور ٹائلیں لگوائیں۔ سیڑھیاں اوپر چڑھوائیں۔ لوہے کا فولڈنگ گیٹ لگوایا۔ ہال کا فرش تھوڑا سا خراب تھا اس کو چیس کروایا۔ جماعتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کراکری خریدی گئی۔ جو مختلف اجتماعات پر کام آتی ہے اور قریشی صاحب کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

جماعت کی وسعت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک وسیع پلاٹ ایک ہاؤسنگ سوسائٹی میں صرف اور صرف جماعت کے لئے خریدا جس کی کل قیمت ادا ہو چکی ہے جماعت کی ہر بنیادی ضرورت آپ کے مدنظر تھی۔ چنانچہ قبرستان کی زمین کے حصول کے لئے آپ نے بڑی کوششیں کیں۔ یہ کوششیں ابھی شروع ہی تھیں کہ زندگی نے ساتھ نہ دیا اس لئے ابھی یہ مسئلہ مکمل طور پر حل نہیں ہوا۔ دوست دعا کریں کہ جماعت کی اس بنیادی ضرورت کو بھی پورا کرنے کے اللہ تعالیٰ خود ہی سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔

غرض آپ نے اپنی پوری زندگی عملی طور پر وقف کی ہوئی تھی اور خاص طور پر ریٹائرمنٹ کے بعد تو سوائے جماعتی خدمات کے اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔ کئی بار "بیت البلال" میں ایک خادم کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ ہر بار یہی فرما دیتے کہ جب تک میں زندہ ہوں میں خود خادم ہوں۔ واقعی خادم رہے۔ ہر نماز پر خود سب سے پہلے آکر دروازہ کھولتے۔ جمعہ اور اجتماعات پر "بیت البلال" کی صفائی مہمانوں کے لئے ٹھنڈے پانی کا حصول اور تمام دیگر ضروریات کا خود خیال رکھتے۔

صبر و قناعت:- خدمت کے ساتھ ساتھ قریشی صاحب کی ذات میں صبر و قناعت کا بے پناہ مادہ تھا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی میں اس کا زبردست عملی اظہار کیا۔ ملازم آدمی کی تنخواہ کتنی ہوتی ہے اور خاص کر جب اس کے علاوہ اور کسی قسم کا کوئی ذریعہ معاش بھی نہ ہو۔ آپ نے اس قلیل آمدنی کے باوجود اپنی تمام اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ اچھے روزگار فراہم کئے۔ شادیاں کیں۔ اپنا ذاتی مکان بنایا اور مرکز کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جب آپ ریٹائر ہوئے تو اس وقت اگر آپ چاہتے تو اچھی خاصی رقم کی ٹیوشن آپ کو گھر بیٹھے بٹھائے مل سکتی تھی جس کی آپ کو پیشکش بھی ہوئی مگر آپ نے اپنے کئے ہوئے عہد کو کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" پورا کیا اور زندگی کے آخری سانس تک خدمت دین میں مصروف رہے۔ کبھی بھی ان کی زبان سے ناشکری کا کوئی کلمہ نہیں سنا گیا۔ ہمیشہ ہی اپنے رب کی حمد اور شکر بجا لاتے رہے۔

مہمان نوازی:- آپ بہت ہی مہمان نواز تھے اور اس سلسلے میں قطعاً اس بات کا لحاظ نہ رکھتے تھے کہ آنے والا ان کا رشتہ دار ہے یا نہیں، دوست ہے یا غیر دوست۔ واقف کار ہے یا ناواقف، امیر ہے یا غریب۔ جو کچھ بھی وقت پر موجود ہوتا خوشی سے مہمان کے سامنے پیش کر دیتے اور بڑی خوشی کا اظہار کرتے

حرف آخر:- اللہ تعالیٰ قریشی صاحب مرحوم کے درجات ہر آن بلند تر کرتا چلا جائے اور ہمیں ان کی نیکیوں کو ہمیشہ قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

درخواستہائے دعا

- میری والدہ صاحبہ کا گزشتہ دنوں پتہ کا آپریشن ہوا تھا ابھی تک سول ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہیں۔
  (عبدالولی۔ چک ۷۰/۴۷ ضلع بھکر)
- خاکسار ان دنوں بعض مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا ہے۔
  (عنایت اللہ بھٹی۔ چک ۱۰/۶۳ ننکانہ)
- خاکسار کی اہلیہ بلڈ پریشر اور شوگر کی وجہ سے ایک عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ اسی طرح محترم خادم حسین صاحب بھی گزشتہ دو ہفتوں سے بیمار ہیں۔
  (رشید احمد قریشی۔ رحیم یار خان)
- خاکسار کے والد مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب ایک حادثہ کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان ہیں۔ (مبارکہ اعظم سمبڑیال)
- خاکسار گھٹنوں میں درد کی وجہ سے بیمار ہے۔ (صوفی محمد ابراہیم جالندھری۔ سرگودھا)

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

حقیقی خوشی کا موجب:

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۷۶)

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

- (بقیہ صفحہ ۳) -

پائے - جن کی تعداد ۲۰۰ کے قریب بنتی ہے - اس سے ظاہر ہے جیسا کہ متن الرحمٰن میں درج ہے کہ جب نسل انسانی دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی - تو جو سرمایہ امّ الالسنہ یعنی عربی سے ان کے ہاتھ میں تھا - وہی ان کی بولی کی بنیاد بنایا - اور اسی بضاعت مزجاۃ سے انہوں نے تکلف اور تصنع سے نئے مرکب لفظ گھڑے جیسا کہ سنسکرت کے مندرجہ بالا مصنوعی الفاظ سے ظاہر ہے - ہاں بعض الفاظ ایک سے زیادہ زبانوں میں مشترک ہیں جیسا کہ لفظ "خوش" اور "اس" وغیرہ - لیکن باقی زبانوں میں عربی کے اور مادوں پر یہ مفہوم مبنی ہونگے - مگر ہر ایک کا مادہ عربی ہی نکلے گا ؎

نہاں مرا کا شکارا برند
ز گنجہ است اگر تا بخارا برند

اس لئے یہ نظریہ درست نہیں کہ ایک ہی لفظ یا سارے عربی الفاظ مختلف زبانوں میں کیوں نہیں پائے جاتے ؟

فائدہ ۳ : اوپر درج ہوا ہے کہ مسلمہ طور پر سنسکرت کے مادے پندرہ سو کے قریب ہیں جو عربی لغت کے ایک گوشے میں سما سکتے ہیں - اس کم مائگی کے باوجود اہل مغرب کا سنسکرت کو آریں زبانوں کی ماں قرار دینا صریحاً ایک غلو تھا اور "لالہ جی باغ میں تین بکائن" کا مصداق - مقام شکر ہے کہ اب مستشرقین اس نظریئے کو خیر باد کہہ چکے ہیں لیکن زمانہ قبل از تاریخ میں ایک ایسی ام الالسنہ کے وہ قائل ہیں جو شاید گم ہو چکی ہے یا شاید دنیا میں باقی ہے - انشاء اللہ اس نظریئے سے بھی عربی کے حق میں انہیں دستکش ہونا پڑے گا ؎

چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند

فائدہ ۴ : سنسکرت کے مندرجہ بالا الفاظ سب ثلاثی ہیں - جس کی وجہ سے مستشرقین نے عربی کو درخور اعتناء خیال نہیں کیا تھا - حالانکہ یہ ایک مستقل اور معین اور ناقابل تبدیل پیمانہ ہے یعنی عربی زبان کے سہ حرفی مادے -

فائدہ ۵ : سنسکرت زبان کی تقریباً ساری لغت کو عربی تک خاکسار پہنچا چکا ہے - اوپر محض نمونہ کے طور پر الفاظ درج کئے گئے ہیں -

فائدہ ۶ : دنیا کی مختلف زبانوں کی لغتیں بالعموم عیسائی مشنریوں نے اپنی غرض کے لئے بنائیں - مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھئے کہ وہ سب ہمارے لئے مسخر کی گئیں ؎

ایں سعادت چو بود قسمت ما
رفتہ رفتہ رسید نوبت ما

غایت ما فی الباب :

سب سے پہلے قرآن حکیم نے یہ دعویٰ کیا - کہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے اور حدیث نبوی میں بھی یہ اشارہ موجود تھا - لہٰذا یہ مکمل علم جو ایک مستقل سائنس کا درجہ رکھتا ہے - اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر منکشف کیا - اور آپ نے اس بارے میں تمام دنیا کو چیلنج دیا - جو اوپر درج ہو چکا ہے - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ہمارے متقدمین بڑے محتاط تھے اور اس زمانے میں ان کے پاس وہ مواد السنہ کے بارے میں موجود بھی نہ تھا - جس سے حتماً اور قطع و یقین کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جا سکتا اور اس کے ثبوت میں ناقابل تردید دلائل دنیا کی تمام زبانوں کو مدنظر رکھ کر دیئے جا سکتے -

اس زمانے میں مادی دنیا کے اندر سینکڑوں نئے علوم اور ایجادات دریافت ہوئیں - حسب پیشگوئی - وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا - اور جب دنیا میں موازنۃ السنہ وغیرہ کا غلغلہ ہوا تو روحانی دنیا میں بھی انکشافات ہوئے - از آنجملہ قرآن حکیم کی مندرجہ بالا صداقت آفتاب نصف النہار کی طرح دنیا کے سامنے آگئی -

اپنے وقت پر اور ضرورت زمانہ کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اس قرآنی صداقت کو اپنے ایک بندے یعنی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر مع دلائل و براہین منکشف کر دیا - وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :-

"وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝"

(بحوالہ الفرقان ربوہ - ستمبر ۱۹۷۱ء)

گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلے

مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۸۴ء سے گورنمنٹ کالج لاہور میں ایم اے - ایم ایس سی کے داخلے ہو رہے ہیں - داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ۲۶ جولائی ۱۹۸۴ء ہے - داخلہ فارم ۲۶ جولائی کو دوپہر تک جمع کروائے جا سکتے ہیں -

محمد اعزاز نوید
کمرہ ۱۲۱ ، ہوسٹل ۱۱ نیو کیمپس
پنجاب یونیورسٹی - لاہور

انصار اللہ اور تلاوتِ قرآن کریم

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا -

" ہماری جماعت کے ہر فرد کو قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے - ہماری ساری ضرورتیں قرآن کریم سے پوری ہو سکتی ہیں - اور یہ ایک ایسی قطعی اور یقینی حقیقت ہے جس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں "

انصار بھائیوں کو اپنی عمر کے اعتبار سے امام جماعت احمدیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کا اولین مخاطب سمجھنا چاہیئے - اور قرآن کریم پڑھنے اور اُسے پڑھانے میں کوشاں رہنا چاہیئے -

(قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ)

تحریک جدید کے دفتر اوّل کے مجاہدین کو ہمیشہ زندہ رکھا جائے

پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتر اوّل کے بارے میں فرمایا :-

" میری خواہش ہے کہ یہ دفتر قیامت تک جاری رہے اور جو لوگ ایک دفعہ اسلام کی ایک مثالی خدمت کر چکے ہیں ان کا نام قیامت تک نہ مٹنے پائے اور ان کی اولادیں ہمیشہ ان کی طرف سے چندہ دیتی رہیں "

مجاہدین دفتر اوّل کے لواحقین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے مرحومین کے چندہ کو جاری فرما دیں - (وکیل المال اوّل)

دعائے مغفرت

خاکسار کے بہنوئی مکرم برادرم کلیم الدین صاحب امینی کی والدہ صاحبہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ مورخہ ۳ جون ۱۹۸۴ء کو ہڈرز فیلڈ انگلستان میں بعمر ۸۷ سال وفات پا گئیں - انا للہ وانا الیہ راجعون !

مرحومہ عرصہ ۱½ سال سے بعارضہ کینسر انگلستان میں بیمار تھیں - برادرم کلیم الدین صاحب امینی مرحومہ کا جنازہ انگلستان سے بذریعہ ہوائی جہاز اسلام آباد لائے - اور وہاں سے اپنے دیگر عزیزوں کے ہمراہ جنازہ ربوہ لائے - مرحومہ موصیہ تھیں - مورخہ ۱۱ جون ۱۹۸۴ء کو محترم مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ ثانی نے احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں نماز جنازہ پڑھائی اور مقبرہ بہشتی میں تدفین ہوئی - تدفین کے بعد دعا مرحومہ کے بڑے بیٹے محترم جمال الدین صاحب امینی نے کروائی - مرحومہ مخلص ، دیندار - پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گزار خاتون تھیں - خاندان حضرت اقدس اور سلسلہ سے خاص عقیدت رکھتی تھیں - مرحومہ نے ۱۹۲۵ء میں بیعت کی اور داخل سلسلہ ہوئیں - لندن مشن کے قیام کے لئے سیدنا حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ کی تحریک پر اپنے زیور چندہ میں دے دیئے تھے -

احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرما دے اور مرحومہ کے پسماندگان کا ہر آن و ہر دم حافظ و ناصر ہو - آمین !

(شیخ نور الحق - دارالبرکات ربوہ)

ماہنامہ تحریک جدید کا جولائی کا شمارہ

ماہنامہ تحریک جدید کا جولائی کا شمارہ ۱۵ جولائی کو حوالہ ڈاک کیا جا چکا ہے - بعض اوقات بعض قارئین کی طرف سے اطلاع ملتی ہے کہ گزشتہ پرچہ انہیں نہیں ملا - ایسی اطلاع اگر پوسٹ کرنے کی تاریخ سے دس بارہ دن کے اندر مل جایا کرے تو پرچہ دوبارہ بھیجنے میں آسانی رہتی ہے - زیادہ دیر سے اطلاع ملے تو پرچہ ختم ہو جانے کی وجہ سے دوبارہ نہیں بھیجا جا سکتا جس کا ہمیں بھی افسوس ہوتا ہے اور قارئین کو بھی - اس لئے پرچہ وقت پر نہ ملنے کی اطلاع جس قدر جلد ممکن ہو بھجوا کر ممنون فرمایا کریں - جزاکم اللہ !

اگر کسی احمدی دوست کے گھر یہ پرچہ نہ جاتا ہو تو مہربانی فرما کر ہمیں ان کے نام اور پتہ سے اطلاع دیں - ہم پرچہ بھیجنے کا انتظام کر دیں گے - انشاء اللہ !

(مینیجنگ ایڈیٹر ماہنامہ تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر تم خدا پر ایمان لائے ہو تو وہی تمہاری حفاظت کریگا اور ہر قسم کے نقصان سے بچائیگا

سو تم گھبراؤ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو پکارو اور اس سے دعائیں کرو!

قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نور اللہ مرقدہٗ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۳۸ "فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم ..... وھو السمیع العلیم" کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:-

"فسیکفیکھم اللہ - ان کے مقابلہ میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ ان کے حملوں سے تمہیں خود بچائے گا اور تمہاری آپ حفاظت فرمائے گا۔ جب تک انسان کو یہ مقام حاصل نہ ہو وہ حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔ ایمان کا مقام وہی ہے جو فسیکفیکھم اللہ کے ماتحت ہے یعنی وہ اس مقام پر کھڑا ہو کہ دشمن اسے نقصان پہنچانے کے لئے خواہ کس قدر کوشش کرے وہ سمجھے کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ وہ دشمن کو مجھ پر غالب نہیں آنے دے گا اور اگر اس مقابلہ میں میرے لئے موت مقدر ہے تب بھی کوئی غم نہیں۔ کیونکہ ہم نے مر کر خدا کے پاس ہی جانا ہے۔ آخر غور کرو کیا صحابہؓ کی بیویاں نہ تھیں۔ کیا ان کے بچے نہ تھے؟ کیا ان کی جائیدادیں اور تجارتیں نہ تھیں۔ اگر وہ خدا کے لئے اپنی جانیں قربان نہ کرتے تو ہم تک (دین) کس طرح پہنچتا۔ ہم تو جہالتوں میں مبتلا ہوتے کوئی بتوں کو پوج رہا ہوتا اور کوئی کسی دیوی اور دیوتا کے آگے اپنا سر جھکائے ہوتا۔ خدا تعالیٰ کی ان پر ہزاروں ہزار برکات ہوں انھوں نے اپنی جانوں کو ہمارے لئے آگ میں ڈالا اپنی اولادوں کو یتیم کیا اپنی بیویوں کو بیوہ کیا اور اپنے ماں باپ کو بے نور دے چراغ کیا اور ہمیں (دین حق) کی دولت سے مالا مال کیا۔ مگر افسوس کہ ان کی اس قدر عظیم الشان قربانی کے بعد اور ان سے نور ایمان حاصل کرنے کے بعد بجائے اس کے کہ (مومنین) انہی کی طرح اس میدان میں نکلتے اور کہتے ہم بھی وہی کچھ قبول کرتے ہیں جو صحابہؓ نے کیا۔ انھوں نے دنیوی تکالیف اور مصائب سے ڈر کر اپنے قدم پیچھے ہٹا لئے اور (دین حق) جن قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے ان میں حصہ لینے سے انہوں نے ہچکچانا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم ڈرتے کیوں ہو اگر تم خدا تعالیٰ پر ایمان لائے ہو تو وہی تمہاری حفاظت کرے گا اور وہی تمہیں ہر قسم کے نقصان سے بچائے گا وھو السمیع العلیم۔ فرماتا ہے یہ نہ سمجھو کہ اب خدا تعالیٰ کی طرف سے چونکہ وعدہ ہو گیا ہے اس لئے ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ دعائیں کرو کہ ایسا ہی ہو خدا تعالیٰ سننے والا ہے اور جن باتوں کا تمہیں علم نہیں ان کا اسے خود علم ہے وہ آپ ان کا انتظام کر دیگا۔

.....

تو فرماتا ہے ہم علیم ہیں ہم خوب جاننے والے ہیں اور ہمیں ہر قسم کی قوتیں حاصل ہیں اس لئے ایسی حالت میں بھی تم گھبراؤ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کو پکارو اور اس سے دعائیں کرو وہ تمہاری تمام مشکلات کو دور کر دے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۴-۲۱۶)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا انٹرویو ۲۷ اگست کو ہوگا

① امسال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا تحریری ٹسٹ انشاء اللہ ۲۷ اگست لیبی معائنہ ۲۸ اگست اور انٹرویو ۲۹ اگست ۱۹۸۴ء کو ہوگا۔

② داخلہ کے لئے درخواستوں کے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء مقرر کی گئی ہے اس کے بعد آنے والی درخواستوں پر غور نہ ہو سکے گا۔

③ جو طلباء زندگی وقف کر کے اس سال جامعہ احمدیہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء سے اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی معرفت وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوا دیں۔

④ جن امیدواران نے پہلے درخواستیں دی ہوئی ہیں وہ فوری طور پر اپنے نتیجہ امتحان کی اطلاع دیں۔

⑤ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فیصد نمبر) ہونا ضروری ہے۔ ایف۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے پاس نوجوان بھی داخل کئے جاتے ہیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

دین کی خاطر خاص قربانیاں کرنے کیلئے ماحول پیدا کرنے کی ضرورت

"اس زمانہ میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے۔ اس لیے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کو کم کر دیں تاکہ جس وقت قربانی کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں۔ قربانی کے لیے صرف تمہاری نیت ہی کام نہیں دے سکتی جب تک تمہارے پاس سامان بھی مہیا نہ ہوں..... پس اگر سامان مہیا نہ ہوں تو ہم وہ قربانی کسی صورت میں بھی پیش نہیں کر سکتے جس کی ہمیں خواہش ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سادہ زندگی اختیار کرے تاکہ وقت آنے پر وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکے۔"

(الفضل ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)

(قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

الفضل میں اشتہار دیکر
اپنی تجارت کو
فروغ دیں (منیجر)

کوٹھی کرایہ کیلئے خالی ہے

ایک کوٹھی نئی۔ دارالعلوم غربی میں برلب پکی سڑک کرایہ پر دینی مقصود ہے۔ جس میں دو بیڈ روم۔ ڈرائنگ روم ڈائننگ روم۔ ایک لاؤنج۔ کچن سٹور۔ ٹیوب ویل۔ فلش بھی موجود ہے
رابطہ کے لئے:
افضل برادرز
گول بازار۔ ربوہ

اطلاع عام
ہم نہایت مسرت سے اعلان کرتے ہیں کہ عنقریب ہم اپنی دکان Pick & Pay
کالج روڈ سے اقصیٰ روڈ نزد ریلوے پھاٹک ایک بڑے اور کشادہ سٹور میں منتقل کر رہے ہیں جس میں گاہکوں کو ہر قسم کی ورائٹی رعایتی داموں دستیاب ہو سکیں گی۔ انشاء اللہ!
آپ کی خدمت کیلئے ہر وقت مستعد، محمود احمد کھوکھر۔ پک اینڈ پے سنٹر۔ ربوہ

ہر صاحب استطاعت احمدی کا
فرض ہے کہ اخبار الفضل
خود خرید کر پڑھے
(منیجر الفضل)

fly the British way
We'll take more care of you.
INFORMATION OFFICE
British airways
PHONE : 493
AL-MAHMUD
AQSA ROAD, RABWAH.